چند نادر اقبال نمبر

رفیع الدین ہاشمی*

علامہ اقبال کی زندگی میں رسائل کے اقبال نمبر (میرے علم کی حد تک) بس تین ہی شائع ہوئے:

۱:نیرنگِ خیال کا خاص نمبر ستمبر، اکتوبر ۱۹۳۲ء میں چھپا۔

۲:نورِ التعلیم کا فروری ۱۹۳۸ء میں۔

۳:اختر کا اقبال نمبر فروری+ مارچ ۱۹۳۸ء کا شمارہ ہے۔

اولین اقبال نمبر کے طور پر نیرنگِ خیال کو بہت شہرت ملی، کیوں کہ یہ کسی رسالے، جریدے یا اخبار کا سب سے پہلا اور قدیم ترین ''اقبال نمبر'' ہے[۱]۔نقوش کے مدیر جناب محمد طفیل (م:۱۹۸۶ء) نے ۱۹۷۸ء میں نیرنگ خیال کی اشاعتِ نو (دوسرے اڈیشن) کا اہتمام کیا تھا[۲]، چناں چہ اب یہ تاریخی اشاعتِ خاص نایاب نہیں ہے۔ پہلا اڈیشن بھی نجی اور اداروں کے کتب خانوں میں کہیں کہیں مل جاتا ہے۔

نیرنگِ خیال کے تعارف کی چنداں ضرورت نہیں، البتہ مؤخرالذکر دونوں اقبال نمبروں کا ذکر اقبالیات کے کسی تذکرے یا کتابیات میں نہیں ملتا۔ان کا سراغ حال ہی میں پی ایچ ڈی کی ایک طالبہ (یاسمین کوثر) نے لگایا ہے۔راقم کو یاسمین کی وساطت سے ان خاص نمبروں کو دیکھنے کا موقع ملا۔ان کا شمار نوادرِ اقبالیات میں ہونا چاہیے۔ذیل میں دونوں خا ص نمبروں کا تعارف کرایا جارہا ہے۔

نورالتعلیم، گکھڑ:

نورِ التعلیم، گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ (پنجاب) کا ماہوار رسالہ تھا۔اَسّی صفحات پر مشتمل اس معقول رسالے کی اشاعت اور تیاری میں، بمطابق سرورق حسبِ ذیل حضرات کی کاوشوں کا دخل ہے:

زیرِنگرانی: ایس ایم شاہ ولی یمینی

بہ سرپرستی: رائے بہادر مسٹر من موہن صاحب، ایم اے، پی ای ایس، اسسٹنٹ ڈائریکٹر سررشتۂ تعلیم پنجاب

بہ ظلِ حمایت: ایس ایم شریف اسکوائر ایم اے، انسپکٹر مدارس قسمت لاہور

* سابق صدر، شعبۂ اردو، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، مقیم لاہور

مدیرِ اعزازی: صوفی غلام رسول ضیائی

معاونینِ اعزازی: حافظ محمد امین منشی فاضل۔ کنور انگد سنگھ۔ ایم محمد اسماعیل باصر

''شذرات'' کے عنوان سے اداریے میں مسلمانوں کے عروج وزوال کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے: ''دنیا نے ہزاروں رنگ بدلے، لاکھوں زمانے دیکھے..... ایک وقت وہ تھا کہ مسلمانوں کے دولت و اقبال کا آفتاب نصف النّہار...... پر تھا اور ہر فن کے صاحبِ کمال اسلام کے جھنڈے تلے جمع تھے..... مگر یہ سب زمانے کے دستِ تطاول سے مٹ مٹا کر افسانہ ہو گیا:

عہدِ گل ختم ہوا ٹوٹ گیا سازِ چمن
اڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پردازِ چمن

لیکن وہ نور جس نے عرفان کی چوٹیوں کو اپنی لمعات ریزی وضیا گستری سے منوّر کر دیا تھا..... اس کی ایک کرن...... ہندوستان کی سرزمین کے پنجاب کے مردم خیز خطۂ ارضی پر پڑیں...... اس کے آفتابِ علم وادب کی درخشانی نے سب کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا''۔[یہاں پیامِ مشرق کے تین شعر نقل کیے گئے ہیں۔] ''یعنی برِاعظم ایشیا کے مایہ ناز اور عظیم المرتبت شاعر علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے پیغاماتِ حیات افروز نے ایک عالم کے خوابیدہ اور بے حس قلوب میں ہیجانِ زندگی برپا کر دیا--- چناں چہ ایک زمانہ آپ کے روح پرور اور جادو اثر کلام سے مسرور ہو کر آپ کی بے لوث خدمات کے اعتراف کے لیے بے تاب ہو گیا۔''

پھر اداریہ نویس نے بتایا ہے کہ سکولِ ہٰذا کی یوم اقبال کمیٹی نے ۱۶/جنوری ۱۹۳۸ء کو ایک روزہ اقبال کانفرنس یا اقبال سیمی نار بڑے تزک واحتشام سے منعقد کیا۔ مقامی شائقین کے علاوہ لالہ موسیٰ، وزیر آباد، گجرانوالہ، لائل پور اور لاہور وغیرہ سے بھی علامہ کے شیدائی کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ تقریب کی دو نشستیں ہوئیں، ایک نشست کی صدارت ڈاکٹر گوکل چند نارنگ نے فرمائی۔ تقریریں ہوئیں، مقالے پڑھے گئے اور علامہ اقبال کو منظوم خراج عقیدت بھی پیش کیا گیا۔ زیرِ نظر اقبال نمبر انھی تقریروں، مقالوں اور نظموں کا مجموعہ ہے۔

رائے بہادر من موہن صاحب نے اپنے ''پیغام'' میں فرمایا کہ مجھے بھی حضرتِ اقبال کے سامنے زانوائے ادب تہ کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

حضرت یمینی صاحب کے خطبۂ استقبالیہ میں اقبال کے مجموعی پیغام کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے۔(۵ صفحات)

چودھری غلام رسول نے ''علامہ اقبال کی شاعری'' کے عنوان سے اپنے مضمون میں فکرِ اقبال کے چند پہلوؤں کا ذکر کیا ہے۔ معاً بعد مولوی محمد شریف صاحب نے ''اقبال'' کے عنوان سے مسدس ہیئت کے ۲۲ بندوں پر مشتمل طویل نظم کے ذریعے اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ رسالے کے مزید مضامین کے عنوانات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔	کلامِ اقبال کی خوبیاں	سردار گور بخش سنگھ جوہر
۲۔	علامہ اقبال فارسی شاعر کی حیثیت سے	عبداللطیف وزیر آبادی
۳۔	بالِ جبریل پر ایک نظر	منشی غلام یسٰین صاحب حیرت فریدی جھنگوی
۴۔	نفسیاتِ کلامِ اقبال	آغا محمد زمان خان غزنوی
۵۔	اقبال کی شانِ امتیازی	مولوی محمد شریف قصوری
۶۔	پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق	حافظ محمد امین
۷۔	علامہ اقبال کی فلسفیانہ شاعری	سید عبدالمجید شاہ بخاری
۸۔	بانگِ درا پر ایک نظر	کنور انگد سنگھ راٹھور

خوبی کی بات تو یہ ہے کہ اقبال کے اردو کلام کے ساتھ ساتھ فارسی کلام کو بھی پیشِ نظر رکھ کر مضامین لکھے گئے ہیں، اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس زمانے کے اساتذہ میں، اور قدرتی طور پر ان کے طلبہ میں بھی، فارسی زبان کا ذوق موجود تھا۔ دوسرے یہ کہ اس شمارے کے بیشتر لکھنے والوں کے نام کے ساتھ ''منشی فاضل'' کا لاحقہ بھی لگا ہوا ہے۔ پھر بھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ اقبال کی شاعری نے ان سبھوں کو قلبی طور پر متاثر کیا ہے، چنانچہ انھوں نے اپنے جذبات کو بے تابانہ قلم بند کر کے پیش کیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ کلام اقبال پڑھ پڑھ کر:

نغمے بے تاب ''تھے'' تاروں سے نکلنے کے لیے

اوپر مولوی محمد شریف کی نظم کا ذکر ہوا ہے، ان کے علاوہ ملک عبدالحمید حمید اور چودھری عطا محمد مشتاق نے بھی علامہ کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ اقبال نمبر کی تیاری میں خاص اہتمام کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ سرورق کی کتابت کلامِ اقبال کے معروف کاتب پروین رقم سے کروائی گئی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس نوع کا اقبال نمبر تیار اور شائع کرنا، سکولِ مذکورہ کے اساتذہ کا بڑا قابلِ قدر کارنامہ تھا۔

اختر، لاہور:

اس مجلّے کا اقبال نمبر، اقبال کی زندگی ہی میں شائع ہوا۔ اس پر ''مارچ، اپریل ۱۹۳۸ء'' درج ہے۔ اندازہ ہے کہ یہ مارچ کے آخر یا اپریل کے شروع میں منظرِ عام پر آیا ہوگا۔ ابتدائی دس صفحات دستیاب نہیں ہو سکے، اس لیے ایڈیٹر کے نام اور ادارے کے نام کا پتا نہیں چلا، تاہم اقبالیاتی مضامین اور منظومات سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسالہ ذوق وشوق سے مرتب کیا گیا ہے۔ بعض مطبوعہ مضامین بھی شامل کر لیے گئے ہیں۔ چند ایک غیر اقبالیاتی تحریریں بھی شامل ہیں۔ بعض مضامین کی اقساط سے پتا چلتا ہے کہ اس میں طویل مضمون قسطوں میں شائع ہوتے رہے۔ زیرِ نظر اقبال نمبر میں ''اردو ہندی'' کے عنوان سے بابائے اردو مولوی عبدالحق کے مضمون کی دوسری قسط شامل ہے جو دراصل اگست ۱۹۳۷ء میں پٹنہ میں منعقدہ

انجمن ترقیِ اردو کی کانفرنس کی روداد ہے۔اس روداد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی اہم کانفرنس تھی جس میں اس زمانے کے چوٹی کے مشاہیر اردو (پنڈت کیفی۔سید سلیمان ندوی۔خواجہ غلام السیّدین۔ پروفیسر محمد مجیب۔عبدالماجد دریابادی۔ظفر الملک علوی۔قاضی عبدالودود۔مولوی رشید احمد صدیقی وغیرہ) شامل تھے۔

اقبال نمبر کی ابتدا میں بعض اکابر (رضا ہمدانی۔ایم ہاشمی۔قونصل جنرل اٹلی۔سر عبدالقادر۔صاحبزادہ عبدالقیوم خان۔جواہر لعل نہرو۔نواب بھوپال۔سر سکندر حیات) کے پیغامات درج ہیں۔مندرجہ ذیل حضرات کے پیغامات کے متن تو نہیں دیے گئے، بوجہ ''گنجائش نہیں''، صرف نام لکھ دیے گئے ہیں: ایم اے جناح۔سر تیج بہادر سپرو۔راجا نریندر ناتھ۔سر گوکل چند نارنگ۔رابندرا ناتھ ٹیگور۔قونصل جنرل جرمنی۔وزیر اعظم حکومتِ بمبئی۔لارڈ لوتھین۔علامہ عبداللہ یوسف علی وغیرہم۔

دل چسپ بات یہ ہے کہ پیغامات بھیجنے والے اکابر کے نام اوران کے پیغامات دونوں رسالوں (نور التعلیم۔اختر) میں یکساں ہیں اور جن حضرات کے پیغامات ''گنجائش نہیں'' کے سبب نہیں دیے جا سکے،ان کے نام بھی یکساں ہیں۔

اختر کے اس شمارے میں حسب ذیل مضامین شامل ہیں:

۱۔	ایشیا کی عظیم المرتبت شخصیت	مرزا محمد سعید فارغ قادری
۲۔	مصلح قوم	مبارک الدین عشرت
۳۔	اقبال،ایک سیاسی مفکر کی حیثیت میں	عبدالرحیم شبلی،بی کام
۴۔	اقبال وفردوسی	ناصر علی خاں ناصر
۵۔	ایک وطن پرست شاعر	مضطر ہاشمی
۶۔	اقبال،شاعر غیر فانی	بلقیس جمال نکہت
۷۔	اقبال	خان نور الٰہی خاں
۸۔	ضرب کلیم	فارغ بخاری
۹۔	اقبال کی ظریفانہ شاعری	صاحبزادہ م رفیق صدیقی

مضمون نمبر ۱ اور نمبر ۳ مفصل اور سیر حاصل ہیں۔پہلے مضمون میں تو فارغ قادری نے علامہ کے سوانح،شاعری، پنجاب کونسل میں ان کے کردار اوران کی شاعری پر ایک عمومی تبصرہ کیا ہے۔شبلی بی کام کا مضمون نسبتاً جامع ہے۔انھوں نے ملوکیت،وطنیت،جمہوریت،اشتراکیت کے زیر عنوان اقبال کے افکار پر بحث کی ہے۔

جناب رضا ہمدانی نے ''جنتِ خیال'' کے عنوان سے میاں احمد یار خان دولتانہ نے ''اقبال سے خطاب''،حاجی سرحدی نے ''تاریخی نظم''،جلال الدین اکبر نے ''شعرِ اقبال''، ملک ناصر علی خاں ناصر نے ''اقبال''،مبارک الدین

عشرت نے ''شاعرِ مشرق سے''، مرزا محمد سعید فارغ قادری نے ''اقبال'' کے عنوان سے اور گل بادشاہ مخلص نے ''اقبال'' کے عنوان سے حضرتِ علامہ کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ ناصر علی خاں ناصر کی نظم فارسی میں ہے۔

رسالے میں چند غیر اقبالیاتی مضامین (قومی بنک۔ فلم، اسٹیج اور ایکٹریسیں) افسانے اور مزاحیہ نگارشات (نظم: مقصدِ حیات از حاجی لق لق۔) اور کتابوں، دواؤں، فلموں، متفرق اشیائے ضرورت، بنک، انشورنش کمپنی اور دل روز کے اشتہار بھی شامل ہیں۔

علامہ اقبال ۲۱/اپریل ۱۹۳۸ء کو فوت ہوگئے۔ ان کا انتقال پُرملال ہندستان کے مسلمانوں کے لیے تو ایک الم ناک سانحہ تھا ہی، بیرونِ ہند بھی ان کی رحلت کو ایک بڑا علمی، ادبی اور تہذیبی سانحہ قرار دیا گیا اور اس کا ردِّ عمل کئی طرح سے سامنے آیا: تعزیتی بیانات اور قرار دادیں، ماتمی جلسے اور اخبارات و رسائل میں ان پر مضامین اور نظمیں وغیرہ۔ ردِّ عمل کی ایک صورت چھوٹے بڑے اقبال نمبر بھی تھے جو علامہ کی وفات کے بعد قریبی زمانے میں شائع ہوئے۔ اقبال نمبروں کا یہ سلسلہ آج ۷۷ویں برس میں بھی جاری ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک شائع ہونے والے اقبال نمبروں کی تعداد تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

ذیل میں ہم معدودے چند، ایسے نادر اقبال نمبروں کا ذکر کر رہے ہیں، جو اقبال کی وفات کے بعد شائع ہوئے۔ ان کا شمار بھی نوادرِ اقبالیات میں ہونا چاہیے۔

حمایت اسلام، لاہور

ہفت روزہ حمایت اسلام کا اقبال نمبر پنج شنبہ ۲۶ صفر المظفر ۱۳۵۷ء ہجری، مطابق ۲۸/اپریل ۱۹۳۸ء کو شائع ہوا (جلد ۱۳، شمارہ ۱۷)[۴]۔ سرورق پر علامہ اقبال کی تصویر ہے اور چوکھٹے میں یہ عبارت درج ہے:

> حکیمِ مشرق
> حضرت علامہ شیخ ڈاکٹر سر محمد اقبال نوّر اللہ مرقدہ
> لائف پریذیڈنٹ انجمن
> تاریخِ وفات
> گئے علامہ اقبال سوئے بہشتِ بریں
> ۱۳۵۷ ہجری
> حسرت

سرورق کی پیشانی پر تسمیہ اور قرآنی آیت (وَاعْتَصِمُوْا۔۔۔) کے بعد یہ شعر درج ہے:

فرقہ بندی چھوڑ دو، اٹھو، خدا کا نام لو

تھام لو سر رشتۂ دینِ الٰہی تھام لو[۴]

سرورق[۵] کے بعد اگلے صفحے پر بزمی انصاری بی اے کی نظم بعنوان ''آہ، سرمحمد اقبال نوّر اللہ مرقدہٗ'' دی گئی ہے، مطلع ہے:

آج رخصت ہوئے دنیا سے جنابِ اقبال
چھپ گیا زیرِ زمین ملتِ بیضا کا ہلال

اداریے کا عنوان ہے: ''آفتابِ شعر و حکمت کا غروب' دنیائے اسلام کا ناقابلِ تلافی نقصان''۔ اس کا آغاز علامہ اقبال کے معروف شعر (ہزاروں سال نرگس ......) سے ہوتا ہے۔ دو صفحات کا یہ طویل اداریہ اس جملے پر ختم ہوتا ہے:

''اے کاش، ہم اقبال کی وفات کے بعد ہی اس کے مشن کو سمجھ جائیں''۔ [پون صدی بعد بھی نہیں معلوم کہ ہم اقبال کے مشن کو سمجھ پائے ہیں یا نہیں؟ اگر سمجھ سکے ہیں تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہم اس مشن کی تکمیل سے دانستہ انکاری ہیں۔]

آئندہ صفحات میں حاجی میر رحمت اللہ ہمایوں (سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور) کا مضمون بعنوان: ''مرحوم و مغفور حضرت علامہ اقبال''، سرور ہاشمی کا مضمون: ''آہ شہنشاہِ فکر علامہ سرمحمد اقبال'' اور یوسف سلیم چشتی کا مضمون: ''دنیائے اسلام کا آفتاب غروب ہو گیا'' دیے گئے ہیں۔ مؤخر الذکر مضمون اقبال کے مرض الموت کی کیفیات اور تجہیز و تکفین کے مراحل کی تفصیل پر مبنی ہے۔

پانچ شعروں پر مشتمل چشتی صاحب کی فارسی نظم ''موتُ العالم، موتُ العالَم'' بھی شامل ہے۔ آخری صفحے پر اقبال کی وفات پر لاہور کے مختلف اداروں میں منعقدہ تعزیتی و ماتمی جلسوں کی خبریں دی گئی ہیں۔ مضامین اور خبروں کے بین السطور قلم کاروں کا دلی رنج و الم کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔

روزنامہ احسان، لاہور

علامہ کی وفات کے چالیس روز بعد روزنامہ احسان نے پہلا اقبال نمبر شائع کیا، افسوس ہے۔ یہ خاص نمبر ہمیں کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکا۔ اس کی اطلاع احسان کے دوسرے اقبال نمبر (۲۷ رجون ۱۹۳۸ء) کے اداریے میں دی گئی ہے۔

دوسرے اقبال نمبر کے سرورق پر اقبال کے عکسِ تحریر کے دو نمونے اور ان کی ایک تصویر دی گئی ہے۔ ایک عکس تو مرتضیٰ احمد خان میکش (م: ۱۹۵۹ء) کے نام یکم فروری ۱۹۳۷ء کے ڈیڑھ سطری مکتوبِ اقبال کا ہے[۶]۔

میکش روزنامہ احسان کے ایڈیٹر تھے اور یہ اقبال نمبر انھی کا مرتبہ ہے۔ دوسری تحریر میں اقبال نے حکیم ظفر یاب علی کے پاسِ خاطر سے، ان کی تیار کردہ دیسی دواؤں کی تعریف کی ہے[۷]۔ تصویر علامہ کی دورۂ مصر (۱۹۳۱ء) کی ہے[۸]۔

مولانا گرامی علامہ اقبال کے گہرے دوست تھے، ان کے شاگرد جناب عظامی نے ''نالۂ عظامی خستہ حال در فراقِ حضرتِ علامہ سرمحمد اقبال'' کے عنوان سے ایک طویل فارسی نظم یا مثنوی لکھی ہے۔ اس کے بعد لطیفی صحافی نے ''ایک نظم منثور'' کے عنوان سے ایک انشائیہ نما تحریر میں اقبال کی وفات پر اپنے دلی کرب کا اظہار کیا ہے۔ مدیر احسان نے ''اقبال'' کے عنوان

سے اداریے میں بتایا ہے کہ ''سانحۂ ارتحال کے بعد بھی یادِ اقبال میں گرنے والے آنسوؤں کی بے پناہ بارش اس زور سے دفتر احسان پر ہونے لگی تھی کہ روز کا پرچہ ہماری انتہائی کوششوں کے باوجود اس کا متحمل نہ تھا''۔ آگے چل کر اس بات پر اظہار افسوس کیا ہے کہ ''قوم کے اکابر نے ابھی تک مشرق کے اس شاعرِ اعظم کے شایانِ شان یادگار بنانے کی طرف توجہ مبذول نہیں کی''۔

پھر میکش صاحب نے ''اقبال کے حکیمانہ افکار کی تحقیق کرنے، انھیں ترتیب'' دینے کے لیے ایک بہت بڑی ''علمی مجالس'' کے قیام کی تجویز پیش کی ہے۔ اسی طرح ''اقبال کے فکرِ سیاسی کی تحقیق و تدقیق کے لیے بھی''، ''اقبال کا مکتبِ سیاسی'' کے نام سے ایک مستقل ادارہ قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

زیرِ نظر خاص نمبر میں حسب ذیل مضامین شامل ہیں:

۱۔	علامہ کے متعلق چند روایات کی تصحیح	میاں محمد شفیع
۲۔	جمہوریت اور اقبال	نیر امرتسری
۳۔	اقبال ایک سرسری نظر سے	نشاط گلاؤٹھی
۴۔	اقبال کا پیغام بیداری	محمد سعید خان فارغ قادری
۵۔	علامہ اقبال کا پیغام، مسلمانوں کے نام	محمد اسلم بیگ نسیم
۶۔	اقبال اور جذبۂ حبّ الوطنی	رضا ہمدانی
۷۔	حقائق و معارفِ اقبال	میر عبدالمجید
۸۔	اقبال کا پیغامِ حیات	میاں کرم الٰہی مراد
۹۔	فلسفۂ خودی	شیر محمد اختر
۱۰۔	علامہ اقبال اور خودداری	پنڈت چودھری تلسی رام شاستری

سید غلام میران شاہ کے نام کے اقبال کے چھے خطوط بھی دیے گئے ہیں جو بعد ازاں شیخ عطاء اللہ (م: ۲۷/دسمبر ۱۹۶۸ء) کے مرتبہ اقبال نامہ جلد اوّل میں شامل ہو گئے ہیں[۹]۔ شعرا کی ایک کثیر تعداد نے اردو اور فارسی نظموں اور قطعات کی صورت میں اپنے جذباتِ عقیدت و ارادت کا بے ساختہ اظہار کیا ہے۔ انھیں مرثیے یا تعزیتی نظمیں بھی کہہ سکتے ہیں۔ بڑی تقطیع (۲۶x۳۷ س م) کے ۳۸ صفحات پر مشتمل یہ نمبر ابتدائی دور کے اقبال نمبروں میں وقیع حیثیت رکھتا ہے۔

تنویر، کراچی:

علامہ اقبال کی وفات کا سانحہ ۲۱/اپریل ۱۹۳۸ء کو پیش آیا۔ اگر ہم اس زمانے (اپریل، مئی ۱۹۳۸ء) کے اخبارات اور رسائل دیکھیں تو ہمیں نہ صرف مسلمان اکابر و اصاغر بلکہ غیر مسلم (ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ) حضرات کی طرف

سے بھی تعزیتی بیانات کثیر تعداد میں نظر آئیں گے۔ کراچی کا رسالہ تنویر برعظیم کی اسی ماتمی فضا میں جون ۱۹۳۸ء میں منظر عام پر آیا[10]۔ اسے ''ہجرت نامۂ اقبال حق شناس'' کا عنوان دیا گیا ہے۔ اس عنوان سے علامہ اقبال کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ سرورق پر حسب ذیل رباعی درج ہے:

ترکِ دنیائے بے ثبات نمود	صاحبِ حال شاعرِ مشرق
گفت افسر بہ آہِ تاریخش	آہ! اقبال شاعرِ مشرق

۱۳۵۷ھ

یہ تاریخ، رسالے کے ''نگران اصول'' [کذا] حضرت مولانا افسر صدیقی امروہوی کا نتیجۂ فکر ہے۔ سرورق پلٹیں تو ''تنویر کے عالی وقار مخلص سرپرست'' کے تحت دس اصحاب کے نام درج ہیں جن میں سیٹھ محمد یوسف، محمد ہاشم گزدر اور کام میر ایوب خان کے نام بھی شامل ہیں۔

رسالے کے محتویات کو ''سلکِ انوار'' کا نام دیا گیا ہے۔ سرورق پر اور ''سلکِ انوار'' والے صفحے پر بھی عبدالحمید جیسلمیری کا نام بطور مدیر و ناشر اور یزدانی جالندھری کا نام ''سلکِ انوار'' والے صفحے پر بطور مدیر اعزازی درج ہے۔ ادارے کی طرف سے ''شعاعِ اولین'' کے زیر عنوان اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے: ''یہ حقیقت ہے کہ اقبال، مملکتِ شاعری کا اس صدی کا بادشاہ تھا''، چنانچہ اس بادشاہ کے شایانِ شان یادگار کے سلسلے میں ادارے نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ ''ہندستان میں جس قدر بھی اسلامی درس گاہیں ہیں، ان میں اقبال کا کلام، کورس کا جزو قرار دے دیا جائے اور اقبال کی سوانح حیات جو بہترین شائع ہو، اس کو بھی کورس میں داخل کیا جائے''[11]۔

اس اداریے کے دوسرے حصے میں ''سر اقبال کی چھوٹی سی یاد'' کے زیر عنوان ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح ایک ہندو نوجوان کو جو خودکشی پر آمادہ تھا، علامہ اقبال نے سمجھا بجھا کر اور کچھ دلائل دے کر اور کچھ اپنے اشعار سنا کر اُسے خودکشی سے باز رکھا اور اس کی مایوسی کو امید میں بدل دیا[12]۔

رسالے میں حسب ذیل مضامین شامل ہیں جن میں اقبال کی شاعری اور ان کی فکر کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے:

۱۔	فقید المثال علامہ سر اقبال	عرشی امرتسری
۲۔	سرگذشتِ یادگارِ اقبال	افسر امروہوی
۳۔	بطلِ جلیل مفکر اعظم حضرت علامہ اقبال	حافظ شریف حسین رضوی امرتسری
۴۔	مشرقی شاعری کا پیغمبر	سید مظہر علی علوی
۵۔	آہ! اقبال شاعر مشرق	احمد الدین انجم
۶۔	اقبال کا دل خراش ماتم	شیخ عطاء اللہ

۷۔ ماتمِ اقبال (انجمن ترقی اردو کراچی کے تعزیتی مشاعرے منعقدہ ۳۰/اپریل ۱۹۳۸ء کی روداد)

مذکورہ بالا تعزیتی مشاعرے میں پڑھی جانے والی نظمیں اور مرثیے بھی شائع کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں چند منظومات میں علامہ اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ جملہ شعرا کے نام یہ ہیں: یحییٰ اعظمی۔ نبی گل خان صابر رائے پوری۔ افسر صدیقی امروہوی۔ مرزا باقر علی زاہد حیدرآبادی۔ ولایت حسین تبسم مدنی۔ اصرار الحق روہتکی۔ ماہر القادری۔ عبدالرحمن برق۔ حبیب اللہ حجازی مرزاپوری۔ محمد خان صغیر جھینوی۔ غفار الحق غفار۔ لیاقت حسین تمنا۔ محمد اسماعیل شیخ۔ صادق حسین اجمیری۔ منظور احمد منظور ہمدانی۔ عابد حسین عابد۔

محمل، لاہور:

علامہ کے وصال کے ساڑھے چار سال بعد زنانہ اسلامیہ کالج لاہور نے اپنے میگزین محمل کا اقبال نمبر شائع کیا۔ (نومبر ۱۹۴۲ء، جلد ۴، شمارہ ۱، نگران: زینب صدیقی [کاکاخیل]، اڈیٹر: رفیعہ شیریں (متعلمہ منشی فاضل)، صفحات: ۴۸، انگریزی حصہ: ۲۲ صفحات) سرورق کی پیشانی پر دائیں جانب قرآنِ حکیم کی یہ آیت درج ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ۔ درج ہے۔ زیادہ تر مضامین طالبات کے ہیں۔ اساتذہ میں سے فقط محترمہ روح افزا عزیزالدین کا ایک اردو مضمون ''نالۂ بے باک'' اور انگریزی مضمون Iqbal's Message ہے۔ بیش تر مضامین انشائی اور ادبی اسلوب میں لکھے گئے ہیں۔ اقبال کی اسلامیت اور خاص طور پر ملت کے لیے اقبال کی دردمندی کو موضوع بنا کر انھیں خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ رسالے سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن حمایتِ اسلام کے اس کالج میں ایک ''اقبال اسٹڈی سرکل'' قائم ہوا تھا جس کے جلسوں میں مضامین نظم و نثر پیش کیے جاتے، اس کے ہفتہ وار جلسوں میں اسرار و رموز سے بصیرت افروز درس بھی دیے جاتے تھے[۱۴]۔

یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ سٹڈی سرکل اور بزمِ ادب کے اشتراک سے ۱۳/جون ۱۹۴۲ء کو یومِ اقبال منایا گیا[۱۵]۔

ماہ نامہ مضراب، حیدرآباد دکن:

ماہ نامہ مضراب حیدرآباد کا نایاب اقبال نمبر زیادہ تر اس تقریب میں پیش کردہ مقالوں اور خطبوں وغیرہ پر مشتمل ہے جو حیدرآباد دکن کی مرکزی بزمِ اقبال کے تحت منعقدہ یومِ اقبال (اپریل ۱۹۴۸ء) کے جلسوں میں پیش کیے گئے۔ اس میں دکن کے نام ور اقبال شناسوں ڈاکٹر یوسف حسین خاں، پروفیسر غلام دستگیر رشید اور ڈاکٹر میر ولی الدین کے علاوہ احمد عبداللہ المسدوسی، محمد مصلح الدین اور ابراہیم جلیس کی تحریریں بھی شامل ہیں۔ قائدِ اعظم، لیاقت علی خان اور سر تیج بہادر سپرو کے پیغامات بھی نقل کیے گئے ہیں۔ یہ امر قابلِ داد ہے کہ ۱۹۴۸ء کے پُرآشوب زمانے میں بھی، جب تقسیم ہند کے نتیجے میں ہر چیز تہ و بالا ہو گئی تھی اور اہلِ دکن کو ایک بڑے آشوب اور شدید خطرے کا سامنا تھا، مرکزی بزمِ اقبال نے اپریل میں، حسبِ معمول یومِ اقبال کی تقریب منائی۔

یوم اقبال کے خطبوں اور تقریروں کے علاوہ رسالے میں حسب ذیل مضامین بھی شامل ہیں:

۱۔	انسانی وحدت کا پیامبر	نسیم صدیقی
۲۔	اقبال کا فلسفۂ موت	سید مظہر حسین مسیح
۳۔	اقبال	صبا
۴۔	اقبال اور ٹیگور	ڈاکٹر عابد حسین

فدا حیدر آبادی نے اقبال کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

ساٹھ صفحات پر مشتمل یہ خاص نمبر مضراب کے اڈیٹر فدا حیدر آبادی کی محنت و کاوش کا نتیجہ ہے۔ چند تصاویر اور پینٹنگ خاص اہتمام سے شامل کی گئی ہے کیوں کہ اس زمانے میں ہر تصویر کا ہاف ٹون بلاک بنوانا پڑتا تھا اور تردّد کے ساتھ اخراجات کا مسئلہ بھی ہوتا تھا۔ بیرونی سرورق پر علامہ اقبال کی تصویر اور عبدالرحمن چغتائی کی ایک پینٹنگ کا خاکہ دیا گیا ہے جس میں ایک خاتون کو مضراب بجاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ آئندہ صفحات میں شہزادہ اورنگ زیب، راجا محبوب کرن، نواب حسن یار جنگ، نواب داؤد یار جنگ کی تصاویر اور عبدالرحمن چغتائی کی پینٹنگ ''خلوت'' اور ''خنجر ھلال'' کے عنوان سے شامل ہیں جن کے نیچے پینٹنگ کی مناسبت سے اقبال کے اشعار درج ہیں۔ تصاویر اور پینٹنگ کے نیچے، اشعار اور عنوانات قدیم نسخ ٹائپ میں لکھے گئے ہیں، پڑھ کو ''پڑہ''، آرٹ کو ''آرت'' وغیرہ۔

''حیدرآباد اور اقبال'' عنوان کے تحت اداریے میں فدا حیدر آبادی رقم طراز ہیں: ''علامہ اقبال نے ہندستان کے مجہول اور بیمار ماحول کے لیے جن صحت مند اور حریت اثر جراثیم کو اہل ہند کے خون میں داخل کیا تھا، وہ پلے اور پل کر جوان ہوئے۔ ۱۵/ اگست کو ایک تاریخی انقلاب آیا اور غلام قوم آزاد ہو گئی۔ ہندستان دو ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ پاکستان عالم وجود میں آیا۔ ہندستان نے صدیوں کی غلامی کے بعد آزاد ہوتے ہی دوسروں کی آزادیوں پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیے...... قتل و خون کا بازار گرم ہو گیا...... ہلاکو اور چنگیز کی روح بھی پناہ مانگنے لگ گئی...... ایسے میں صرف حیدر آباد ہی ایک ایسا پُرامن خطہ رہ گیا ہے جو انسانیت کا مامن ہے۔ ہندستانی مسلمانوں کا اگر کوئی ملجا و ماویٰ ہے تو وہ صرف حیدر آباد ہے۔ دین مبین کی سطوت ہندستان میں کہیں باقی ہے تو صرف حیدر آباد کی سرزمین پر ہے''[16]۔

اس طویل اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حالات کا خاصی حد تک ادراک ہونے کے باوجود، حیدر آباد کے اکابر و اصاغر بدستور غلط فہمی میں مبتلا تھے اور انھیں اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ آئندہ پانچ ماہ بعد ''دین مبین کی سطوت'' کے حامل اس ''پُرامن خطے'' پر کیا بیتنے والی ہے۔ شاید اس لیے کہ سوائے معدودے چند لوگوں کے، حیدر آبادی اکثریت شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دیے، وقت گزار رہی تھی[17]۔

احساس، لاہور:

چند سال بعد لاہور ہی سے احساس (غالباً ہفت روزہ) کا اقبال نمبر شائع ہوا۔ ایک جگہ پرچے کی نوعیت کے بارے میں یہ وضاحت ملتی ہے: A Journal of Art and Litrature

شاید یہی وجہ ہے کہ رسالے کے آخری حصے میں چند فلمی اشتہار، اداکارہ فضیلو جہاں کا ایک انٹرویو اور پنجابی فلم ''چن وے'' کا تعارف اور چند تنقیدی ادبی مضمون بھی شامل ہیں لیکن زیادہ تر تحریریں اقبال پر ہیں۔ ''اقبال کے ابتدائی حالات زندگی'' کے عنوان سے اقبال کی بہن (پھوپھی جان) کی گفتگو نقل کی گئی ہے۔ اس گفتگو کو آگے بڑھانے میں جاوید اقبال اور منیرہ سلطانہ شامل ہیں یعنی یہ مضمون ان تینوں کا باہمی مکالمہ ہے، جس سے علامہ اقبال کی شخصیت کے بعض نادر واقعات اور پہلوؤں کا پتا چلتا ہے، مثلاً یہ کہ لڑکیاں بڑے محنت سے کپڑے کی گڑیاں بناتی تھیں مگر اقبال بچپن میں بہن کی گڑیا کی ٹانگیں نوچ دیا کرتے تھے، یا مثلاً یہ کہ اقبال نے بچپن میں ایک بار ایک پھل فروش کی چھابڑی سے ایک سنگترا اُٹھالیا۔ جب والدہ کو پتا چلا تو انھوں نے اقبال کو ڈانٹا اور سنگترا چھابڑی والے کو لوٹا دیا۔ پھر یہ کہ اقبال کو بچپن میں کبوتر بازی اور پتنگ اُڑانے کا اس قدر شوق تھا کہ سکول سے واپس آتے ہی ننگے سر، ننگے پاؤں قلعے کی طرف بھاگ جاتا کرتے تھے۔ (سیالکوٹ میں قلعہ نسبتاً بلند مقام ہے۔ یہاں پتنگ اُڑانے میں نسبتاً آسانی بھی تھی اور لطف بھی۔) مزید یہ کہ اقبال بہت سست تھے، نہانے سے گھبراتے تھے اور انھیں زبردستی نہلایا جاتا تھا۔

رسالے میں ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے والے حسب ذیل مضامین شامل ہیں:

۱۔	عشق اور عقل	ڈاکٹر محمد دین تاثیر
۲۔	اقبال کا تصور زمان و مکان	ڈاکٹر برہان احمد فاروقی
۳۔	اقبال کا فکر و فن	ڈاکٹر عبادت بریلوی
۴۔	اقبال کا مرد مومن	؟
۵۔	میرا ہاتھ ہے انقلاب چمن میں	ملک نسیم الظفر [۱۸]

نظام نو، سرگودھا:

اخگر سرحدی اور انور گوئندی کی مشترکہ ادارت میں سرگودھا کے ہفت روزہ نظام نو کا اقبال نمبر ۲۴ر اپریل ۱۹۵۴ء کو سرورق کی پیشانی پر اس شعر کے ساتھ منصۂ شہود پر آیا:

سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

تھا تو یہ ہفت روزہ، لیکن اس (اقبال نمبر) کی ہیئت ماہانہ رسالے کی ہے۔ ''پیش لفظ'' بعنوان ''ہماری کوشش'' میں کہا

گیا ہے: ''موسم بہار کے مہکتے ہوئے پھولوں کا ایک رنگا رنگ گل دستہ شاعرِ مشرق کی خدمت میں ایک پُرخلوص ہدیۂ عقیدت اقبال نمبر، لیجیے! آپ کے ہاتھوں میں پہنچنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں''۔

قیام پاکستان کے ابتدائی برسوں میں ۲۱/اپریل کو روزناموں کی خصوصی اشاعتیں یا اقبال نمبر تو شائع ہوتے تھے، مگر رسائل کے اقبال نمبروں کی روایت نے ابھی جڑ نہیں پکڑی تھی۔ اس اعتبار سے مدیران کا کہنا بجا ہے: ''ہم نے سرگودھا جیسے پس ماندہ ضلع کی علمی، ادبی اور تہذیبی سرگرمیوں کے لحاظ سے قطعاً بنجر زمین سے بھی صاف ستھرا، اجلا اجلا، شائستہ اور متین ادب پیش کرنے والوں کا ایک ایسا طبقہ اکٹھا کر لیا ہے جس میں پروفیسروں اور وکیلوں سے لے کر کالج کے لڑکے اور لڑکیوں تک سبھی قسم کے نمائندہ لوگ شامل ہیں''[۱۹]۔

چناں چہ اس شمارے میں اقبال کے ادبی، سیاسی، صوفیانہ اور ترقی پسندانہ نظریات پر حسب ذیل بارہ مقالات شامل ہیں:

۱۔	اقبال کی شاعری کا انداز	مسعود زاہدی
۲۔	اقبال کا نظریۂ ادب	قاضی ظہیر الدین
۳۔	اقبال کے سیاسی فکر کا ایک گوشہ	غلام جیلانی اصغر
۴۔	اقبال کے بعض سیاسی نظریات	نصیر احمد زار
۵۔	اقبال اور صوفیاے کرام	محمد منور
۶۔	اقبال کی اشتراکی شاعری	افضل حسین اظہر
۷۔	امتِ مرحوم کا شاعر	انور سدید
۸۔	اقبال کی نظم ''ہمالیہ''	وزیر آغا
۹۔	مولانا محمد علی اور علامہ اقبال	محمد خورشید عاصم
۱۰۔	اقبال: ایک تاثر	قریشی محمد عبداللہ شاہ
۱۱۔	اقبال کا پیام نژادِ نو کے نام	پروفیسر رازی
۱۲۔	شاعر مشرق	آنسہ صغریٰ
۱۳۔	بیا بہ مجلس اقبال و یک دو ساغر کش	مظہر حسین علوی
۱۴۔	سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ	ڈاکٹر مظفر عزیز

منظور حسین منظور، جوہر نظامی، صوفی جھجروی، عبدالغنی ناز اور حافظ امرتسری نے علامہ کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ابتدا میں عمائدین شہر (میر مظاہر حسین، خان میاں خان، قاضی مرید احمد اور اخگر سرحدی) کے پیغامات شامل ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ رسالے میں متعدد قلم کاروں اور عمائدین شہر کی تصاویر بھی شامل ہیں، اس زمانے میں لیتھو طباعت

کے ساتھ تصویر چھاپنا آسان نہ تھا۔

زیرِ نظر اقبال نمبر کی اہمیت تو یہ ہے کہ اس میں ہمیں ایسے قلم کاروں کی نگارشات نظر آتی ہیں جو بعد ازاں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اقبال شناسوں اور اردو ادب کے جید نقادوں اور ہر دل عزیز اساتذہ اور نامور شعرا کی حیثیت سے نمایاں ہوئے، مثلاً پروفیسر محمد منور، ڈاکٹر وزیر آغا، ڈاکٹر انور سدید، پروفیسر غلام جیلانی اصغر اور حافظ امرتسری وغیرہ۔

دوسرے: سرگودھا ایسے چھوٹے اور نسبتاً غیر معروف علمی اور ادبی شہر سے ایسے شمارے کی اشاعت ایک تاریخی واقعہ ہے اس لیے بھی کہ ضلع سرگودھا بڑی حد تک جاگیرداروں اور بڑے زمین داروں کا ضلع ہے اور علم و ادب کے فروغ کے لیے یہ زمین اتنی زرخیز نہیں ہے۔ لہٰذا اس خاکستر سے ایسی چنگاری کی دستیابی قدرے تعجب کا باعث ہے۔

۱۹۵۴ء ہی میں گورنمنٹ کالج سرگودھا کے ادبی مجلّے نوید صبح کا اقبال نمبر بھی شائع ہوا تھا، جو اپنے محتویات کے سبب ایک وقیع نمبر ہے۔ زاہد منیر عامر صاحب اقبال شناسی اور نوید صبح میں اس نمبر کا تفصیلی تعارف کرا چکے ہیں، اس لیے ہم اس کا تذکرہ چھوڑ رہے ہیں [۲۰]۔

اذان، سری نگر:

ہفت روزہ اذان سری نگر (جلد ۳۴، شمارہ ۱۴، ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ء، بروز جمعرات مطابق ۲۲/ اپریل ۱۹۸۲ء) کا یہ شمارہ اگرچہ مضامین کے اعتبار سے زیادہ وقیع نہیں ہے مگر اقبال سے اڈیٹر اور ادارے کی گہری عقیدت کا پتا دیتا ہے۔ سرورق کی پیشانی پر ضرب کلیم کا یہ شعر درج ہے:

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

لوح کے نیچے اقبال کا ''ترانۂ ملی'' اور سید مودودی کا ایک اقتباس بعنوان: ''اقبال، میرروحانی سہارا تھا'' دیا گیا ہے۔ اداریے میں اقبال کو بار بار یاد کرنے کو ''ایک ملی فریضہ'' قرار دیا گیا ہے۔ بتایا ہے کہ اقبال کا فکر کیا تھا؟ اداریہ ان سطور پر ختم ہوتا ہے کہ ''اقبال کے فکر و نظر کے خاکوں میں کوئی مکمل اسلامیت کا رنگ بھر سکتا ہے تو وہ سید مودودی کی ذات ہے اور یہی وجہ ہے کہ اقبال نے سید صاحب کو ملت کا یہ کارواں آگے لے جانے کے لیے منتخب کیا''۔

اذان کا خاص نمبر زیادہ ضخیم نہیں، اس میں حسب ذیل مضامین شامل ہیں:

۱۔	اقبال، فکر حیات	ریاض مخدومی
۲۔	اقبال اور اسلام	سید فیاض احمد
۳۔	اقبال کی آرزو	ابوالحسن علی ندوی
۴۔	ڈاکٹر اقبال کی فیاضی	؟

۵۔	جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹادو	یوسف جمیل
۶۔	ڈاکٹر اقبال میری نظر میں	شبیر احمد شبیر
۷۔	اقبال کے کلام میں عشق کا تخیل	ضیا احمد بدایونی
۸۔	عکسِ آرزو، دعائے اقبال کے آئینے میں	ابوالاشرف قادری
۹۔	اقبال اپنے عقیدے کی روشنی میں	عبدالسلام ندوی
۱۰۔	اقبال کا فلسفۂ جہاد	پروفیسر ظفر احمد صدیقی
۱۱۔	اقبال کی شاعری میں مومن کا تصور	نگہت فاطمہ
۱۲۔	حکیم الامت اقبال کی عظمت	پیرزادہ......
۱۳۔	اقبال، آپ اپنی نظر میں	ماسٹر محمد مقبول لون

ان مضامین کے علاوہ سیارہ لاہور کے اقبال نمبر میں شائع شدہ مولانا مودودیؒ کا انٹرویو بھی نقل کیا گیا ہے۔ چوکھٹوں میں حیاتِ اقبال کے بعض واقعات نقل کیے گئے ہیں۔ غلام حسن راتھر نے ''حیاتِ اقبال'' کے زیرِ عنوان اقبال کے ماہ و سال کا گوشوارہ مرتب کیا ہے۔ اس شمارے کی اہم چیز علامہ اقبال کے کشمیری خادم غلام محمد بٹ سے جوہر کاشمیری کا ایک انٹرویو ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غلام محمد بٹ، علامہ کے آخری چند برسوں میں، جاوید منزل میں بطور خدمت گار رہے۔ ان کی بہت سی باتیں صحیح ہیں مگر بعض مبالغہ آمیز اور بعض غلط ہیں مثلاً انھوں نے علامہ کے ملاقاتیوں میں مولانا بھاشانی، شاہ احمد نورانی اور مولانا حسین احمد مدنی کا نام بھی شامل کیا ہے مگر یہ بات مشتبہ ہے۔ اس طرح یہ بھی درست نہیں کہ علامہ مشرقی، علامہ اقبال کے مشیروں میں شامل تھے اور اقبال، مشرقی پر بہت بھروسا کرتے تھے۔ یہ بھی درست نہیں کہ مولانا مودودی، اقبال کے پاس اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔ مولانا کو علامہ سے تین چار بار سے زائد ملنے کا موقع نہیں ملا[۲۱]۔

نئے نکات، حیدر آباد:

حیدر آباد دکن، بھارت میں اقبال دوستوں کا ایک بڑا مرکز ہے۔ اقبال اکیڈیمی کا علمی مجلہ اقبال ریویو اور اکیڈیمی کی بہت باثروت لائبریری اور حیدر آباد میں اقبال شناسوں کی ایک بڑی جماعت (ڈاکٹر غلام دستگیر، سید خلیل اللہ حسینی، پروفیسر عالم خوندمیری، مصلح الدین سعدی، محمد ظہیر الدین احمد، پروفیسر سراج الدین، ڈاکٹر یوسف اعظمی وغیرہ) اس کا واضح ثبوت ہے۔

اقبال اکیڈیمی نے کئی بار عالمی سطح کے اقبال سیمی نار منعقد کیے۔ ۱۹۸۶ء کے عالمی اقبال سیمی نار میں راقم کو بھی شریک ہونے کا موقع ملا۔ اس موقعے پر حیدر آباد کے رسالے نئے نکات نے ''عالمی اقبال سیمی نار نمبر'' شائع کیا[۲۲]۔ ضخامت صرف آٹھ صفحات ہے مگر اس مختصر اقبال نمبر کے پیچھے علامہ اقبال سے محبت اور عقیدت کا توانا جذبہ نظر آتا ہے۔ اداریے میں شہر حیدر آباد میں اقبال سیمی نار کے انعقاد پر نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ادارہ نئے نکات ''سرزمین حیدر آباد''

پر مطلعِ ادب کے درخشاں ستاروں [سیمی نار کے شرکا، مندوبین] کا استقبال کرتا ہے'' [۲۳]۔ بیرون ممالک سے مہمانانِ خصوصی کی آمد شہر کی ادبی تاریخ میں ایک زریں باب کے اضافے کا باعث بن جائے گی۔ رسالے میں تین انٹرویو شامل ہیں:

(۱) اقبال کے بچپن کے دو دوستوں (سید ذکی شاہ اور چاچا خوشیا) سے مکالمہ از منظور انور قریشی [۲۵]۔

(۲) جگن ناتھ آزاد کا خصوصی انٹرویو۔

(۳) اقبال اکیڈیمی کے نائب صدر محمد ظہیر الدین احمد سے مصاحبہ۔

پروفیسر جگن ناتھ نے کھلے دل سے اعتراف کیا کہ تقسیم ہند کے بعد بیس بائیس برس تک ''اقبال کو نظر انداز کرنے کا سلسلہ بھارت جیسے بڑے ملک نے۔۔۔۔۔ غلطی کی تھی'' [۲۶]۔ اسی طرح ''اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں خطبہ دیا تھا۔ اس میں تصور پاکستان مکمل طور پر موجود ہے۔۔۔ ہندوستان میں اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اقبال نے تصور پاکستان نہیں پیش کیا تھا، مگر وہ لوگ مصلحت سے کام لیتے ہیں یا پھر انھیں حقائق کا علم نہیں'' [۲۷]۔

علاوہ ازیں ماہر القادری کا مضمون ''چند لمحے علامہ اقبال کے ساتھ'' محمود الرحمن کا مضمون: ''اقبال، مسجد قرطبہ میں''، ''ٹیگور کا خط لمعہ حیدرآبادی کے نام'' اور ۱۸ تا ۲۱ را پریل ۱۹۸۶ء کے عالمی اقبال سیمی نار کا پروگرام، (مقالوں اور تقاریر کے عنوانات اور مقررین کے نام وغیرہ) بھی شامل ہے۔ محمود الرحمن کے مضمون میں کئی باتیں خلافِ واقعہ ہیں، مگر اسے بلا تحقیق نقل کر دیا گیا ہے [۲۸]۔ ماہر القادری نے ۱۹۳۳ء میں دہلی میں علامہ کی زیارت و ملاقات کا تذکرہ کیا ہے جو دلچسپ اور معلومات افزا ہے [۲۹]۔

ماہ نامہ ذوقِ نظر، حیدرآباد دکن:

اقبال اکیڈیمی کے تحت منعقدہ مذکورہ بالا عالمی اقبال سیمی نار کی مناسبت سے ماہ نامہ ذوقِ نظر حیدرآباد نے اپنے شمارہ مئی کو اقبال نمبر کے طور پر شائع کیا۔ (مدیر اعلیٰ: محمد بشیر الدین بشیر وارثی۔ مدیر اعزازی ڈاکٹر یعقوب عمر) اسّی صفحات پر مشتمل اس خاص نمبر میں نئے پرانے پانچ مقالات، کلام اقبال پر تضمینات، ایک تبصرہ اور چار نظمیں شامل ہیں۔ نمایاں لکھنے والوں میں مولانا عبد السلام ندوی، مخدوم محی الدین، محمد بدیع الزمان اور عبد القیوم خان شامل ہیں۔

اداریے میں دکن کے مسلمانوں کو اردو سکول قائم کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے تاکہ ان سکولوں کے ذریعے فارسی زبان و ادب کو فروغ ملے کیوں کہ اداریہ نویس کے خیال میں صرف اسی صورت مسلمانوں کی تہذیبی شناخت اور اقبال فہمی کی بقا ممکن ہو سکے گی۔

مدیر اعزازی ڈاکٹر یعقوب عمر جامعہ عثمانیہ میں فارسی زبان وادب کے استاد تھے۔ بحیثیت مجموعی وہ علامہ اقبال کے فکر وفن کے مداح ہیں لیکن سید مظفر حسین برنی کی کتاب محب وطن اقبال پر تبصرہ کرتے ہوئے انھوں نے فکری

قلابازیاں کھائی ہیں، مثلاً جب وہ کہتے ہیں کہ ''اقبال کے کلام میں کہیں بھی دوقومی نظریے کی وکالت نہیں ملتی'' تو تعجب ہوتا ہے۔ ان کے خیال میں برنی صاحب کی کاوش سے اب تک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ''اقبال نظریہ پاکستان کے حامی نہ تھے'' اور اس کتاب میں برنی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ ''علامہ اقبال پاکستان نہیں بلکہ ایک متحدہ ہندستان چاہتے تھے''[۳۰]۔ ڈاکٹر یعقوب عمر کے نزدیک برنی صاحب نے ''اس گتھی کو سلجھا کر ہندستانیوں پر بڑا احسان کیا ہے''۔ ڈاکٹر یعقوب عمر نے اس گمراہ کن کتاب کو ''بہترین تعمیری اندازِ فکر رکھنے والی کتاب'' قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسے ہائی سکول کے نصاب میں لازم طور پر شامل کر دینا چاہیے۔ مزید برآں اسے ہندی، مرہٹی اور گجراتی میں بھی شائع کرنا چاہیے[۳۱]۔

مضامین پڑھتے ہوئے قاری کے ذہن پر اقبال کے فکر کی عظمت، بلندی اور صحت و راستی کا جو نقش بنتا ہے، یعقوب عمر کا یہ تبصرہ اس پر سیاہی پھیر دیتا ہے۔ عبدالقیوم باقی نے اپنے مضمون ''مطالعۂ اقبال، غلط زاویہ نگاہ سے'' میں اقبال کے فکر پر مجنوں گورکھ پوری کے الزامات کا جواب دیا ہے اور اقبال کا دفاع کیا ہے مگر مذکورہ تبصرے میں برنی اور یعقوب عمر نے اپنی غلط تعبیرات سے فکرِ اقبال کے چشمۂ صافی کو گدلا اور آلودہ کر دیا ہے۔ بایں ہمہ اس خاص نمبر کی اہمیت یہ ہے کہ یہ علامہ اقبال سے اہلِ دکن کے والہانہ لگاؤ کا غماز ہے[۳۲]۔

حوالہ جات:

۱۔ ایڈیٹر: بدرالدین حسن+حکیم محمد یوسف حسن۔ ۴۵۶ صفحات (رسالے کا متن، ص ۴۰۸ پر ختم ہوتا ہے، باقی صفحات اشتہارات پر مشتمل ہیں۔) ۱۷x۲۰ س م۔ قیمت دو روپے علاوہ محصول۔

۲۔ اشاعتِ دوم میں مدیر نقوش نے اقبال نمبر ۱۹۳۳ء کے محتویات کی ازسرِنو کتابت کرائی اور رسالہ نقوش سائز پر شائع کیا۔ اداریہ مکمل نہیں دیا گیا۔ ''اقبال نمبر طبع ثانی'' کے عنوان سے حکیم محمد یوسف حسن نے نیا اداریہ تحریر کیا ہے۔ مدیر نقوش نے ترتیب میں کچھ ردّوبدل کرتے ہوئے مضامین اور منظومات کے الگ الگ حصے بنا دیے ہیں۔ مضامین کی تعداد ۲۸ ہے۔ مدیر نقوش نے نیرنگِ خیال کے عام شماروں میں چھپنے والے ۳۲ مقالات بھی زیرِ نظر خاص نمبر میں شامل کر لیے ہیں۔ آخر میں ''تکملہ'' کے عنوان سے ڈاکٹر سلیم اختر نے نیرنگِ خیال کے اقبال نمبر کے مقالات کا جائزہ لیتے ہوئے، اقبالیات میں ان کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

۳۔ صفحہ اوّل کے پاورق میں بطور پرنٹ لائن حسبِ ذیل عبارت درج ہے: ''حمایت اسلام پریس برانڈرتھ روڈ میں باہتمام شیخ حسن الدین پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر انجمن حمایت اسلام برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا''۔ رسالے کی تقطیع ۲۴x۳۲ س م ہے۔

۴۔ شاعر کا نام درج نہیں۔ نہیں معلوم یہ شعر کس کا ہے؟

۵۔ رسالے کے سرورق پر لوح کے علاوہ دیگر اندراجات (قطعۂ تاریخِ وفات اور پرنٹ لائن) اُس قدیم نسخ ٹائپ میں ہیں، جو اوّلاً غالباً فورٹ ولیم کالج کی بعض کتابوں میں استعمال ہوا۔ اس میں حرف: ''ٹ''، ''ڈ'' نہیں تھے چنانچہ برانڈرتھ روڈ کو 'براندرتھ رود' اور پرنٹر

کو "پرنٹر" لکھا گیا ہے۔

۶۔ مشمولہ: انوارِ اقبال (مرتب: بشیر احمد ڈار) اقبال اکادمی پاکستان کراچی، ۱۹۷۶ء، ص ۲۹۲۔

۷۔ ایضاً

۸۔ یہ تصویر ممتاز حسن کی مرتبہ البم *Iqbal in Pictures* میں شامل ہے۔

۹۔ اقبال نامہ، اوّل، مرتب: شیخ عطاء اللہ۔ ناشر: شیخ محمد اشرف لاہور، [۱۹۴۴ء] ص ۲۲۲، ۳۳۲

۱۰۔ پیشانی پر قرآن پاک کی آیت: اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض درج ہے، نیز: "ارضِ سندھ کا واحد مصور ماہانہ صحیفہ" بھی۔

۱۱۔ رسالے کی تقطیع ۱۷x۲۲ س م ہے۔ آخری صفحے پر پرنٹ لائن کی حسب ذیل عبارت درج ہے: "پرنٹر و پبلشر عبدالحمید حاجی امام بخش جیسلمیری نے تنویر لیتھو پریس، حاجی سخی محمد کمپونڈ روڈ کراچی میں چھاپ کر وہیں سے شائع کیا"۔

۱۲۔ تنویر، ص ۷

۱۳۔ رسالے کے بعض صفحات کی کتابت بھدی ہے جیسے کسی نوآموز نے مشق کی ہو۔ آخری دو صفحوں پر اور ابتدا میں ایک صفحے پر بھی دیسی دواخانوں کی "شباب آور" اور "مریضوں کو نوید صحت" دینے والی دواؤں کے اشتہار شامل ہیں۔

۱۴۔ محمل، ص ۴۷۔

۱۵۔ رسالے کی تقطیع ۱۷x۲۴ س م ہے۔

۱۶۔ مضراب، ص ۲۔

۱۷۔ رسالے کی تقطیع ۱۷x۲۳ س م ہے۔ آخری صفحے پر پرنٹ لائن کی حسب ذیل عبارت درج ہے: Tital Printed at Sunder Printing Works Hyderabad Dn.۔ رسالے میں چند اشتہار بھی شامل ہیں مثلاً ص ۴۶: "جیلانی ہوٹل معظم جاہی مارکیٹ سے خالص دودھ، دہی بالائی ارزاں ترین داموں پر حاصل کریں"۔ ص ۵۴: "مس نرگس کی سرپرستی میں فلم و ادب کا حسین مرقع ماہنامہ پرستان حیدرآباد اور بمبئی سے ایک ساتھ" شائع ہوگا۔ ص ۵۶: پر جوتوں اور چپلوں کا مصوّر اشتہار ہے۔

۱۸۔ رسالے کی تقطیع ۱۳x۳۱ س م ہے۔

۱۹۔ نظام نو سرگودھا (۲۴ را پریل ۱۹۵۴ء) ص ۵۔

۲۰۔ اقبال شناسی اور نوید صبح، مرتب: زاہد منیر عامر۔ بزم اقبال لاہور، ۱۹۹۹ء۔

۲۱۔ اذان کل ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ تقطیع بڑی ۲۴x۳۷ س م ہے۔ رسالہ لیتھو میں چھپا ہے۔ آخری صفحے کی طباعت بہت مدھم ہے۔

۲۲۔ تقطیع ۲۵x۳۸ س م ہے۔

۲۳۔ ص ۳۔

۲۴۔ ایضاً۔

۲۵۔ یہ انٹرویو اوّلاً لیل ونہار لاہور (۲۴ را پریل ۱۹۶۲ء) میں شائع ہوا تھا، جس میں عنوان قدرے مختلف تھا: "اقبال کے دو بچپن کے دوست"۔

۲۶۔ ص ۴۔

۲۷۔ ایضاً۔

۲۸۔ یہ مضمون سب سے پہلے روزنامہ جنگ راولپنڈی (۲۱/اپریل ۱۹۷۴ء) میں چھپا تھا۔اوراق گم گشتہ (مرتبہ: رحیم بخش شاہین۔ناشر: اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۷۵ء) میں بھی شامل ہے۔ڈاکٹر صدیق جاوید نے اس پر نقد کیا ہے، دیکھیے ان کا مجموعۂ مضامین: اقبال پر تحقیقی مقالے ۔۔۔ بزم اقبال لاہور، ۱۹۸۸ء۔

۲۹۔ ماہر القادری کا یہ مضمون اوّلاً ہفت روزہ شہاب لاہور (۲۴/اپریل ۱۹۶۰ء) میں شائع ہوا تھا۔رحیم بخش شاہین کی مرتبہ: اوراق گم گشتہ میں بھی شامل ہے۔

رسالے کے آخری صفحے پر بطور پرنٹ لائن حسب ذیل عبارت درج ہے: ''سید اشرف ایڈیٹر و پرنٹر پبلشر نے اعجاز پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر دفتر اخبار نئے نکات ہفت روزہ ۱۶۰-۴-۵۱۷ چنچل گوڑہ سے شائع کیا (حیدر آباد)''۔

۳۰۔ ذوق نظر، ص ۷۸

۳۱۔ ایضاً، ص ۷۹

۳۲۔ ذوق نظر کے اندرونی سرورق کے نیچے بطور پرنٹ لائن حسب ذیل عبارت درج ہے: ''محمد بشیر الدین ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر نے دائرہ الیکٹرک پریس میں چھپوا کر دفتر ذوق نظر ۲۲-۸-۲۱۳ چھتہ بازار حیدر آباد سے شائع کیا''۔

Abstract

This article highlights three rare Iqbal numbers compiled in the life of the philosopher-poet Allama Muhammad Iqbal.Known literary magazine Nairang-e khyaal, monthly Noorutalim and Akhtar of Lahore produced Iqbal numbers during the life of the poet.The article writer recognized the meticulous research done by Yasmeen Kouser, a candidate of PhD, who found the Iqbal number of Nairang-e Khyaal for the first time as the research done on the poet is devoid of the reference. The article contains the contents of the special numbers on Iqbal. The article also elaborates the other information about the special numbers and their importance. For example, the contents published in the numbers have so far been reproduced in some of the magazines of Urdu. Aside from Iqbal, the Article shows other details of the numbers for the example what the editorial of the numbers discussed.

Keywords: Rare Iqbal numbers, Nairang-e Khyaal, monthly Nurutalim, Akhtar of Lahore, three Iqbal numbers out in the life of poet Iqbal